بعونِ صمدِ لم یزل گلزار شاہا و الکٹ شاہ مکمل

من تصنیف جناب منشی [illegible] لال صاحب [illegible]

اردو گلستان

معروف

الکٹ شاہ خسرو

باہتمام منشی [illegible] لال صاحب [illegible]

در مطبع بہار اودھ لکھنؤ واقع محلہ [illegible] طبع ہوا

اس کتاب کے جملہ حقوق بنام مالک کارخانہ ہذا محفوظ ہیں

غزل حضرت تائب لکھنوی سرفرازی یافتۂ سلطانِ دکن دام ملکہ پروپرائٹر بہار اودھ لکھنؤ

عشق عالم کو ہے تیرے ابروِ خمدار کا
شرق سے تا غرب قبضہ ہے اوسی تلوار کا

ہر جوان و پیر کو سودا ہے زلفِ یار کا
کوئی بھی گاہک نہیں اب نافۂ تاتار کا

جو گیا اوس شوخ کے کوچے میں دیوانہ بنا
سایۂ بالِ ہما سایہ ہے اوس دیوار کا

ہے دلِ زخمی کو اے جراحِ عشق خطِ سبز
رکھ مرے زخموں پہ پھاہا مرہمِ زنگار کا

کام محرابِ حرم سے مجکو اے زاہد نہیں
عشق رکھتا ہوں کسیکے ابروِ خمدار کا

آنکھ بجلی کی جھپک جاتی نہ لائے اوسکی تاب
اک شرر دیکھی جو میری آہِ آتشبار کا

چشمِ مردم میں نہ کھٹکوں کسطرح میں ناتوان
میری جسمِ زار میں ہے صاف عالم خار کا

پھر پابوسی کو جھکے مانند شاخِ پر ثمر
دیکھ پائے سرو گر عالم تری رفتار کا

مجھکو اے تائب نہیں سیرِ چمن کی آرزو
بلبلِ شیدا ہوں میں گلزارِ روئے یار کا

(دیوان ریحان)

یہ دیوان اعلے درجے کے شاعر شیرین مقال عدیم المثال کی تصنیف لطیف ہے اور اب یہ دیوان بہت ہی کامیاب ہے مینیجر کارخانہ ہذا نے بڑی کوشش سے ایک جگہ سے بہم پہونچایا ہے۔ ناظرین جلد توجہ فرمائیں قیمت صرف ۱۲ ہے اور کتاب ضخیم اور کاغذ عمدہ اور چھپائی لکھائی نفیس۔

المشتہر منیجر مطبع بہار اودھ لکھنؤ انگلی محلہ

سری گنیش آئیم

پہلے ہزار ہا پرنام سری گنیش جی مہاراج کو ہین جن کے نام لینے سے تمام مُرادین بر آنے والے ہر شخص کے مشکل سے مشکل کام باسانی انجام پاتے ہین اور جن کے دھیان سے ہر قسم کے ترددات و تفکرات دنیوی چشم زدن مین دُور ہو جاتے ہین بقول ثاقب لکھنوی رُباعی

پہلے جو سری گنیش کرتا ہے رقم	گو رچرنون کے دھیانکی سکرتا ہے قسم
لاریب کہ غیب کے خزانے سے سدا	وہ دامن آرزو مین بھرتا ہے رقم

اور مہارانی سری سرستی جی کو نمسکار کرتا ہون جنکی دیا درشٹ سے انسان فرشتہ صفت ہوگئے۔ بقول ثاقب لکھنوی سہ

سربدا سرب منورتھ کی ہین داتا ماتا	گیان بل بدھ الگم کی ہین بدھاتا ماتا

اب سری سوامی گورو مہاراج آدا ئیشر یہ ماتما روپ سوامی بھاسکر آنند سرستی کو جنہون نے سمبت ۱۹۵۶ بکرم مین کاشی سیون کر کے سری کیلاس پوری کو

سدھارے کے شیو روپ وہارن کیا گوتان کوٹ ڈنڈوت کرتا ہون آپ کے جیون چرتر زبان سنسکرت و بنگلہ و انگریزی بکثرت طبع ہوے اور ہین اردو زبان کا جیون چرتر اس خاکسار نے طبع کر کے نذر شایقین کیا۔ جو دفتر بہار اودہ لکھنؤ مین بھی فرمایش آنے پر مل سکتا ہے۔ آپ کی اُشرتا ہفت اقلیم مین اظہر من الشمس ہے اس پردۂ دُنیا پر کون ایسا مُلک ہے جہان کا رہنے والا آپ کے درشنون سے مستفیض نہین ہوا۔ فی الواقعی آپ کی شان مین جو کچھ کہا جاے وہ زیبا ہے ہزارون اہل اعتقاد واہل بصیرت آپ کے جیون چرتر مبارک کے روز پاٹ کرنے سے کامیاب ہوے اور ہوتے جاتے ہین۔

سری سوامی چیتن گپت جی مہاراج کو پرنام کر کے بار بار سر نواتا ہون کہ مین کیسا ہی اپرادھی کیون نہ ہون مگر آپ کی کرپا میرے حال پر ہر حال مین ہونا ضرور ہے۔ بقول جوہری کا کوروی دوہا

چھوٹن کے اپرادھ کو بڑے کرت نہین دھیان
جا کی جو ٹھہر ناگئی واہ کرت کلیان

سبب تالیف کتاب

المختصر حقیر لال بہادر کایستھ سری واستویہ دوسرے گورنمنٹ پنشنر ساکن باغ مکا لکھنوی ناظرین باریک بین کی خدمت مین عرض رسا ہے مُظہر مدعا ہے کہ ہر انسان کو جامۂ انسانی پا کر علاوہ اُمور ترقی و بہبودی ذاتی کے رفاہ عام کے کامون مین بھی حصہ لینا چاہیے تاکہ لوگ اُس کے فیض کو پا کر اپنے فیض سے اورون کو فیضیاب کرین۔ نیز امر بھی داخل عبادت اور باعث ثواب تصور کیا جاتا ہے بقول ع

بےفیض اگر یوسفِ ثانی ہو تو کیا ہے		مر نیکا نہ غم اُسکے نہ جینے کا مزا ہے

اُس تصنیف سے مین اُس تالیف کو بدرجہا بہتر سمجھتا ہون جس سے عوام کو فائدہ پہونچے بدین وجہ رفتار زمانہ پر خیال کر کے بیارفاہ پسند دل خاموش نہ رہسکا بلکہ فرض لازمی تصوّر کر کے یہ تحفہ نذر ناظرین کیا واضح راے عالی ہو کہ اس کتاب کو دو حصون پر منقسم کیا اور ہر حصہ مین دو باب اور ہر باب مین چار فصلین قائم کین۔ اور نام اسکا گلستانِ خرد قرار دیا۔

مدح شہنشاہِ زمان دام مُلکہُ

اپنے شہنشاہ وقت کے احسانات جو کہ ہماری امن اور لطف زندگی کا سبب ہین فراموش نہ کر کے ہمپر فرض ہے کہ صبح و شام دست بدعاے ترقی سلطنت واقبال وحکومت مین مشغول وسرگرم رہین بلکہ اُسکے عہد حکومت مین یہ موقع ہے کہ فخراس امر کا ظاہر کیا جاے کہ آجتک ایسا عادل اور امن پسند حاکم نہ ہوا ہے نہ ہوگا بقول قلق لکھنوی سہ

ہٹ دہرم سے ہمین کلام نہین		جو ہین ناقابل اونسے کام نہین

جس طرح آفتاب عالمتاب اپنی کرنون سے ایک زمانے کی تیرگی کو کالعدم کر دیتا ہے اوسی طرح ہمارے شہنشاہ زمان ملک معظم اڈورڈ ہفتم دام مُلکہ وسلطنتہ کے انتظام جہانداری نے اپنے انصاف کی روشنی سے جہالت و بدامنی کی گھٹا ٹوپ اندھیاری کو بالکل صاف کر دیا۔ زمانہ کلجگ کو پانچہزار سال سے کچہ زاید ہونے آتا ہے کہ دھرم روپ مہاراجہ جدہشٹر۔ ارجن۔ بھیم سین۔ سہدیو۔ نکل۔ پانچون پانڈوے

جنکا صبح نام لینے سے تمام دن نہایت خوشنودی کے ساتھ گزرتا ہے جنکی کیفیت آپ کو گیتا سے بخوبی روشن ہو سکتی ہے۔ اور بڑے بڑے راجے مہاراجے گزرے ہین ماسوا اس کے سلطنت اسلامیہ بھی بہت کچھ زورون پر رہی الحال اب عملداری انگلشیہ ہے جس کے اوصاف آئینہ ہین۔

یعنے۔ ریلوے۔ تار۔ ڈاکخانہ۔ صفائی شہر۔ روشنی گزرگاہ عام۔ انتظام حفاظت۔ امن خلائق۔ آزادی غربا وغیرہ وغیرہ۔ جس سے ہر کہ و مہ واقف ہے بغرض آسایش رعایا کیا اعلے ہے۔ چشم بد دور نہ مالک اس سے زیادہ کرے۔ آمین ثم آمین۔ اس سے بڑھکر اور کیا خوبی ہوگی۔ قطع نظر اسکے جو اکثر ظلم بیجا گزشتہ راجگان و بادشاہان مین ہوا کرتے تھے کہ بلا کوئی لحاظ جس کی بہو یا بیٹی یا بی بی حسین پر میلان طبیعت ہوا داخل محل کیا اور پھر کسی قسم کی بازپرس نہ ہوتی تھی اور نہ امیر و غریب و شریف و رذیل کا خیال کیا جاتا تہا۔ اُس سے بالکل بری و پاک۔

حصہ اول کا

باب اول

فصل اول۔ تندرستی کے بیان مین

بخوبی ناظرین اگر اس نعمت کی قدر فرمائین تو کسی امر مین ناکامیاب نہین رہسکتے اور دُنیا مین عقبے بھی بنا سکتے ہین تندرستی کے جوہر حیطۂ بیان سے باہر ہین اسکی خوبیون سے اس کے عامل ہی خوب ماہر ہین بزرگان سلف نے طرائق مذہبی مین بھی سب سے زیادہ لحاظ تندرستی کا کیا

ہے اور یہ نظم بھی بہت صادق آتی ہے **نظم**

یہ تندرستی یار تری بادشاہی ہے	سچ پوچھیے تو علین یہ فضل الٰہی ہے
گر دولتوں سے اسکا بھرا ہی تمام گھر	بیمار ہے تو خاک ہے بدتر ہے سب وہ زر
جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست	اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

اب آپ غور کرسکتے ہین کہ کھانا کھانے کے بعد پاؤن دھونے کا رواج یا اشنان کے قبل اور کھانا کھانے کے ۱۰ منٹ بعد پیشاب کرنے سے کیا ہوتا ہے یا کم سنی مین ہاتھ پاؤن مین لڑکون کو عموماً کڑے کس مُراد سے پہنائے جاتے ہین خاصکر لوگ اپنے خیال کے موافق اسکو نمایش تصوّر کرتے ہین یہ محض لاعلمی کا سبب ہے اب اس کے فائدے ملاحظہ فرمائیے اور اپنی جہالت کو انکی غلطی کا مرکز نہ قرار دیجیے۔ جو شخص بپابندی نہانے کے پیشتر اور مابعد کھانا کھانے کے بوقت مرقومۂ بالا پر پیشاب کرتا ہے علاوہ اور چند اصول تندرستی کے درد کمر کی شکایت عمر بھر نہ ہوگی۔ جو شخص کھانا کھا کر پاؤن دھوتا ہے دماغ و بینائی کی صحت کو قوت بخشتا ہے کیونکہ کھانا کھانے پر ابخرات دماغ کو رجوع ہوتے ہین جو کہ بینائی اور دماغ کے بگاڑ کا باعث ہوتے ہین پاؤن دھونے سے ابخرات فرو ہوجاتے ہین پس حفظ تندرستی ہی مُراد رہی بچون کو نقرئی کڑے دست و پا مین پہنانے کا اور عورتون کو چھوے وغیرہ پہنانے کا اصول یہ نکالا گیا تھا کہ حرارتِ ناقصہ کو نقرہ جذب کرتی ہے اور اس سے صحت مین فرق نہین آتا اسکے ساتھ یہ بھی امر ضرور تھا کہ پانچ سال گزرنے پر وہ زیور بخیال اسکے کہ اوس مین حرارت ناقصہ جذب کرنے کی قوت زایل ہوجاتی تھی اس سے تبدیل کرا دیے جاتے

تھے۔ بہر حال اسی طرح بہت سی سہل الاُصول باتین ہین جنکو لاعلمی سے ترک کر دینے مین انواع اقسام کی شکایتین ہونے لگتی ہین اور ان سب سے زیادہ صحت و خرابی کا باعث ترک ادب و حیا و رکاستبازی و فرائض دینی سمجھنا چاہیے مختصراً حوالہ قلم کیے جاتے ہین۔

زمانہ شاہی کو گزرے ابھی کوئی مدت دراز نہین ہوئی ہے کہ بہت سے صاحبان ابھی اوس وقت کے اس وقت تک موجود ہین اور اس سن و سال پر بھی آجکل کے نوجوانون سے اُنکی تندرستی بدرجہا اچھی ہے پس مقام غور ہے کہ اس کا کیا سبب ہے۔ چونکہ وہ صاحبان آجکل کی روشنی کی طرح نفسِ امّارہ کے مطیع اور آزادی پسند نہ تھے اور تہذیب ادب لحاظ کو کسی حال مین ہاتھ سے نہ دیتے تھے پابندی اوقات کے اُصول کو ترقی حیات کا زیور تصور کر کے تندرستی کے فرح بخش جھونکون کے لطف اوٹھاتے تھے۔ بتیس برس کی عمر تک بجز تحصیل علم عورتون کا بیقاعدہ خیال نہ لاتے تھے۔ اوس کے برعکس اب سولہ ہی سال مین صاحب اولاد ہو جاتے ہین خاص وجہ کمی عمر و کمزوری دل و دماغ کی یہی ہے علم حکمت۔ اور ویدک مین ملاحظہ کیجیے کہ اسکے کس قدر نقص تحریر ہین بلکہ اہل ولایت اسکے کسقدر پابند ہین۔

دوم۔ شراب و گوشت خوری اور نشہ بازی کا اثر۔ علاوہ ذلت و تنگدستی کے قاطع نسل و پیام اجل سے کم نہین۔ ہر نشہ کا پہلا کام اوس کے دل و دماغ کو پراگندہ کرنے کا ہے بعدہ جگر کو خراب کر دیتا ہے جگر کی خرابی سے اوسکی زندگی مین فرق پڑتا ہے۔ استعمال گوشت سے دل پر سیاہی چھا جاتی ہے تیرہ درون ہو جاتا ہے۔ جو شخص

لحاظ و شرم و حیا کا قائل ہے اوسکو خوشنت بدنامی عام و عتاب بزرگان ہر آفتون
سے محفوظ رکھتا ہے وہی صحت کا اسباب اوس کے حق مین ہو جاتا ہے
خود نفسی ایسی بُری چیز ہے کہ اس سے کل بیماریان اگر گھیر لیتی ہین نیز
بد پرہیزی یہ بھی انسان کی زندگی کی ہلاکت کا زینہ ہے۔
علاوہ حکیم ڈاکٹر۔ وید کے جنکو حفظ تندرستی کا خیال ہے اور محتاط ہین
وہ عمر طبعی کو بھی پہونچتے ہین۔ لفظ بد پرہیزی کافی ہے اس سے کل خرابیان
ہوتی ہین اگر اس لفظ سے احتیاط کیجائے جمیع آفتون سے پاک و
صاف رہے اور اپنی زندگی کی بہار دیکھے

مکن خانۂ زندگانی خراب		بسیلاب فعل بد و ناصواب

حصہ اول کا باب اول

فصل دوم۔ صحبت نیکان یعنی ست سنگ کے اوصاف مین

نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا		رہیگا تو نام نکوئی رہے گا

نیک صحبت کا اثر خاصۂ کیمیا سے کم نہین اگر کیسا ہی دولت و
کوئی اور عالم و فاضل کیون نہ ہو صحبت خراب کا عادی ہے تو اوسکا
سرمایۂ زندگی بیکار ہے اور وہ ہمیشہ نشانۂ ملامت بنا رہے گا
اور کبھی مصیبت سے اوس کا چھٹکارا نہ ہوگا۔ اور اچھی صحبت مین بُرا
بھی اچھا ہوگا بقول گسائین تلسی داس۔ دوہا

سنگت ہی گُن جات ہی سنگت ہی گُن آئے		بانس پھانس اور میسری ایکہی مول بکائے

اس موقع پر اختصار پر قناعت مناسب سمجھکر چند نصیحتین درج کی گئین
عقلمندان را اشارہ کافی ورنہ بقول ع

چار پائے بر وکتابے چند

صحبت صالح سے خداشناسی آتی ہے چشم حقیقت کھل جاتی ہے
گُسائین تُلسی داس فرماتے ہین دوہا

ایک گھڑی آدھی گھڑی اور آدھی کی آدھ	تلسی سنگت سادھ کی ہرت کوٹ اپرادھ

مہاراجہ بھرتری کا بھی قول ہے کہ ست سنگ سے بڑھکر کوئی چیز نہین
حضرت مولوی معنوی مولانا روم فرماتے ہین ؎

لمحہ باساعتے با اولیا	بہتر از صد بودن در اتقا

اور یہ بھی زبان زد عام ہے ؎

پسر نوح بابدان بنشست	خاندان نبوتش گم شد

ست سنگ کی بابت ہر مذہب کے فرقے نے اسکو سب پر فضیلت
دی بقول تائب لکھنوی رباعی

ست سنگ سے پاپ دکھ دُھو جاتا ہے	ہر عیب سے پاک و صاف ہوجاتا ہے
تائب رہتا ہے رہتی دُنیا تک نام	نیکی کا کچھ ایسا بیج بوجاتا ہے

تجربہ کار و سرد و گرم دیدہ یہ بھی ایک اہل زبان کا قول نذر ناظرین ہے

صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند

پس نیک و بد کا تمیز ہر حال مین باعث بہبودی کا ہے اور دوسرے
یہ لطف بقول تائب لکھنوی ؎

خدا خوش خود بھی خوش یار آشنا خوش	عزیز و اقربا آیا گیا خوش

بہت سے واقعات اس کی مثال کے زبان زد خلایق ہین بوجہ طول
عبارت کے اسموقع پر اُنکا لکھنا مناسب نہ سمجھا پس ست سنگ یعنی
صحبت نیکان سے ہزارہا کو ادنیٰ مرتبہ اعلےٰ کو پہونچے اور کچھ سے کچھ

ہو گئے۔ مصرع

یہ وہ اکسیر ہے تانبے کو طلا کرتی ہے

حصہ اول کا باب اول

فصل سوم علم کے اوصاف مین

اس کی خوبیان زبان قلم سے ادا ہونا امر محال ہے حضرت سعدی کا قول ہے۔ مصرع۔

کہ بے علم نتوان خدارا شناخت

علم کے جوہر عالم باعمل ہونے پر معلوم ہو سکتے ہین۔ یہ وہ چیز ہے کہ حیوان کو انسان سے بہتر کر دکھاتی ہے۔ یہ وہ دولت ہے کہ اس کو نہ کوئی چورا کر سکتا ہے نہ تقسیم کرنے سے کم ہو سکتی ہے بلکہ جس قدر اس کو صرف مین لائیے اور زیادہ بڑھتی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس سے آپ اچھے برے پر کیا ہر شخص کی روحانی قوت کا اندازہ کر سکتے ہین اور دیدۂ بصیرت کھل جاتے ہین اس کے عامل کو ہر جگہ اسباب راحت مل سکتا ہے اور بڑے بڑے بادشاہ سر آنکھون پر جگہ دیتے ہین بغیر علم کے انسان جانور سے بدتر ہے خزانہ۔ دولت۔ ملک و مال وغیرہ اور اور بڑے ساز و سامان علم کے عمل سے دستیاب ہوئے اور ہوتے ہین بقول ثاقب لکھنوی ؎

علم وہ لازوال دولت ہے	سایۂ زن جسپہ اوسکی رحمت ہے

بقول جوہری کاکوروی دوہا

بڈیا دھن کا ہنا پورو تہین بھگوان	کامدھین سنسار مین بڈیا ہی کو جان

برو دامن علم گیر استوار	کہ علمت رساند بدار القرار

اس کے متعلق اساتذہ متقدمین نے بھی بہت کچھ فرمایا ہے چنانچہ کسی کا قول ہے۔ بیت

آبرو پاتا ہے ادنےٰ علم سے	قطرہ ہو جاتا ہے دریا علم سے

ذرہ کو آفتاب عالمتاب بنا دیتا ہے۔ انسان مشتِ خاک کو خدائے پاک سے ملا دیتا ہے۔ بقول جوہری کا کوروی دوہا۔

بن بدّیا سنسار مان نر ہی سو انسان	گھر گھر در در بہت ہی کون کرت سنمان

پس جس نے جامۂ انسانی پاکر اس دولت لازوال کو کھویا فی الواقعی وہ خون کے آنسوؤن تمام عمر رویا۔ رنج دل کی تازگی بخشنے والی یہی قدرتی ہوا ہے کسی متقدمین شاعر کا مستند قطعہ جو ضرب المثل کے طور پر مشہور ہے پیش نظر کیا جاتا ہے قطعہ

قلم گوید کہ من شاہ جہانم	قلم کش را بدولت میرسانم
اگر بدبخت باشد من چہ دانم	ولے اکبار دولت میرسانم

اور اگر غور کیجیے یہ سین اس وقت مین ہر کسی کے پیش نظر ہے تلکسی داس جی مہاراج اس علم کی بدولت اعلےٰ رتبہ کو پہونچے کہ آج تک کیا رہتی دُنیا تک صفحۂ دہر پہ اونکا کلام یادگار رہے گا بقول تائب لکھنوی

مذاق علم رحمت ہے خدا کی	کلید ابواب تسلیم و رضا کی

مقام غور ہے کہ آسایش جسمی اور دولت و حکومت کی خواہش مین محض امید موہوم پر کیا کچھ نہین کر گزرتے ہین مگر اس علم کی بابت جس سے کل دُنیا کی نعمتین اور دین کی راحتین بہم پہونچ سکتی ہین مطلق کوشش نہین کرتے ہین پھر کیونکر اونکی مرادون کا جہاز جہالت کے

تھپیڑون سے تباہ نہو بقول تائب لکھنوی ؎

عالم کے ہر اک کو ناز اوٹھاتے دیکھا	شاہونکو بھی حکم اوسکا بجاتے دیکھا
آتی ہے فلک سے بھی صدائے حسنت	سر آگے فرشتونکو جھکاتے دیکھا

دیکھیے کہ ہمارے شہنشاہ وقت نے تعلیم کی بابت کیسے کیسے طلبا کی ترقی کے سامان ہر جگہ ہر موقع پر بہم کردیے کہ بیان کی ضرورت نہین اوس پر کوتاہ اندیش لوگ کچھ توجہ سے کام نہ لیکر لیت ولعل مین اپنے سرمایۂ زندگی کو حیوانون سے بھی خراب حالت مین ضائع کر رہے ہین اور ہونہارون کو خراب کرنے کے درپے رہتے ہین تھوڑی سی تکلیف نہ انگیز کرکے اپنے کو بڑی بڑی جانکاہ آفتون مین ڈالنا پسند کرتے ہین بقول جوتری کا کوروی دوہا

بڑیا تے سب مان ہے بڑیا تے سنمان	بڑیا تے بدھ دھن ملے بڑیا تے بھگوان

حصہ اول کا باب اول۔

فصل چہارم۔ حیا و ادب کے اوصاف مین

ادب تاج است از لطف الٰہی	بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

مثل مشہور ہے کہ با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب یہ دونون انسانیت کے بازو ہین جس انسان کے ان بازوون سے گرم پہلو ہین اوس کی ہر جگہ قدر و منزلت ہوتی ہے۔ جن کا اسپر مدار نہین اون کا ہمجنسون مین کچھ بھی وقار نہین۔ سعدی شیرازی صاحب کا قول ہے ؎

ہر کہ در خردیش ادب نکند	در بزرگی فلاح ازو برخاست

چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ ۔۔۔ نشود خشک جز بآتش راست

پس ہر شخص کو عالم طفولیت ہی سے ادب ولحاظ کے قاعدے تعلیم کرنا فرض ہے ورنہ آیندہ بے سُود قطعہ

پسرے را پدر وصیت کرد ۔۔۔ کاے جوانمرد یاد گیر این پند
ہر کہ با اہل خود وفا نکند ۔۔۔ نشود دوست روے دانشمند

بے ادب انسان جانور سے بہتر ہے ہندی مین کہا ہے دوہا

مانگھہ کو اودھنیا جگ مین ہی سنگار ۔۔۔ اودھینی ہی سب اوسے کرین چاہ اور پیار

حیا وادب آفتاب وماہتاب سے کم نہین اون کی روشنی سے تازگی جہان ان کی شعاع سے عام ہین خوبیان۔ وہ اگر تیرگی کو دُور کرتی ہے یہ اپنے اور بیگانے کے دلون کو مسرور کرتی ہے

بقول جوہری کا کوروی دوہا

سیل سنکوچ شرم بجہ کرہم یا جگ مین ہیں کو ہی ۔۔۔ یہان سراہین سب کوئی اونت گت ہوی

جس کے سر مبارک پر ادب وحیا کا زرین تاج ہے وہ کب کسی چیز کا محتاج ہے۔ یہ انسان کے لیے تیغ وسپر ہے کہ کوئی اوس کو صدمہ پہونچا نہین سکتا۔ انسانیت کے پُرمیوہ نخل کی سایہ دار دو شاخین ادب وحیا قرار پائی ہین اس کی بیخ علم ہے اس کے شیرین پھل کا نام نیک نامی ہے اس کے پتے خوبی وصفت مشہور عام ہین اس کے پھولون کی خوشبو کی لپٹ فرشتون کو تسخیر کرتی ہے جس کا نام خوش اعتقادی ہے پس جو اس کے سایہ سے مستفیض ہین اون کو فرشتہ خصلت کہا جانے تو نازیبا نہین انسان کو خطرناک راستون سے بچا کر راہ مقصد پر لگانے

کہ یہ خضر صفت ہے اور فکر و الم کے دریاے ناپیدا کنارے پار لگانے کے لیے ادب بصورت حضرت الیاس سے کم نہین لہذا فہم ہوتے ہوے ان سے مفارقت کسی حال اور کسی وقت مین کرنا خالی از غم نہین۔ جو اسکے برخلاف ہین وہ ہر قسم کی مصیبتون کے دلدل سے قدم باہر نہین نکال سکتے۔ عقبے تو دور دنیا کو نہین سنبھال سکتے۔ لوگ کھڑے ہونے کے روادار نہین اور کسی پہلو چین نہین کرب خودپسندی سے قرار نہین بقول تائب لکھنوی رباعی

اُٹھنا جو بڑے کو پاس بٹھلاتا ہے	پھر وہ بھی بڑا عام مین کہلاتا ہے
اسموقع پہ صادق آئی تائب یہ مثل	گیہون کے ساتھ گھن بھی پسجاتا ہے

حیا و ادب لازم ملزوم ہین حفظ ایمان کے لیے حیا مقدم ہے۔ خوش قسمتی کے حق مین ادب جزو اعظم ہے۔ جن کی یہ دونون آنکھین کبر و نخوت و گستاخی کے جالے سے بند ہین اونکے پیش نظر ہر طرح کے گزند ہین۔ جس طرح سوکھی لکڑی۔ ٹھنڈا لوہا جھکانے سے جھکتا نہین بلکہ ٹوٹ جاتا ہے اور پھلدار شاخ آپ ہی سے جھک جاتی ہے اسی صورت سے حیادار اور بیحیا یا شائستہ لوگون کو صغر سنی ہی سے اس قسم کی تربیت دینا لازمی ہے کیونکہ انسان کی عمر مین یہی فصلین قائم ہین طفلی و خوردی فصل ربیع و خریف سمجھنا چاہیے اگر اس مین غفلت سے کام لیا تو بڑھاپا آدمی کی خزان کی فصل بہت ہی خراب حالت مین گذرے گی۔ ناشائستہ کی صحبت شائستہ کے لیے عنبربیل کا اثر رکھتی ہے یعنے جس سرسبز درخت پر عنبربیل ڈالدی جاے وہ درخت کچھ ہی دنون مین خشک ہوکر لکڑی

ہو جاتا ہے۔ ؎

حیا و ادب سے جو مانوس ہے	فدا اُسپہ دُنیا کا ملبوس ہے

اور بقول جوہری کاکوروی دوھا۔

آدھینی سنسار سون ڑھتی کا بیوپار	برچھ جیسے جیسے پھلے نوی تیسے ہی ڈار

حصہ اول کا باب دوم

فصل اول۔ مذمت خود ستائی کے بیان مین

بقول امانت لکھنوی رباعی۔

کر عجز جو کچہ عاقل و فرزانا ہے	دانائی پہ بھولا ہے تو دیوانا ہے
تسبیح کے دانون پہ نظر کر نادان	گردش مین گرفتار ہے جو دانا ہے

بقول جوہری کاکوروی دوہا۔

اہنکار دُکھی کرت دیون ہُو کو جان	سکل دُوکھ اور پاپ کا مندر ہی ابھمان

جو شخص اپنی تعریف سُنکر مسرور ہوتے ہین اور دوسرونکی صفت ہونے پر چین بجبین ہوتے ہین وہ بُھول پر ہین اور اونکے خیال سراسر غلطی پہ سمجھنا چاہیے بلکہ لائق وہ ہین جو اورون کی تعریف سُنکر اون خوش ہوتے ہین اور خود بھی سراہتے ہین اپنی تعریف سُنکر محجوب ہو کے عاجزی کے کلمے زبان پر لاتے ہین بقول ؎

مشو غرہ بر حسن گفتار خویش	بتحسین نادان و پندار خویش

خود پسندی داخل تکبر ہے بقول جوہری کاکوروی دوہا

ابھمانی ابھمان کر ہان گھٹاوت آپ	اہنکار کر جگت مُون بہار لیت سر پاپ

بقول ثاقب لکھنوی ؎

خود ستائی خراب کرتی ہے | مورد صد عذاب کرتی ہے

جھوٹے جان نثار۔ خود پسند یار کی لفاظی مشتہر عام ہے۔ یہ بات اُنکی طشت از بام ہے جو اکثر کہا کرتے ہین کہ ہم پسینے کی جگہ خون بہانے کو تیار ہین یہ سراسر اُنکی ابلہ فریبی ہے ہر بات پر بلا سوچے سمجھے ہان ہین ہان ملاتے ہین۔ حضور۔ جناب۔ بجا و درست کے لقلقے باندھ دیتے ہین وہ خوشامد خور کہلاتے ہین۔ دوست صادق کو اس کے برخلاف پائے گا۔ خود غرض و خوشامد خور اصل مطلب کو باتون مین سُنکر اُڑا دے گا۔ اور سچا دوست اوس کے نشیب و فراز پر غور کر کے ایک معقول مشورہ دے گا اور با حُسن ارادت ایمان و ثابت قدمی کے جوہر دکھا دے گا۔ خوشامدی یار ہمیشہ آپ کے عیب کو ہُنر بتائے گا۔ دوست صادق بلا کسی اور خیال کے صاف صاف بیان کرے گا نقص کو ہرگز نہ چھپائے گا۔ وہ موقع خاص پر پہلو تہی کرے گا یہ غربت اور امارت دونون حالت مین یکسان رہے گا۔ ظاہر پسند یار تم کو راہ راست پر آنے سے باز رکھے گا۔ دوست صاف باطن اپنے حتی الوسع تمکو ممتاز رکھے گا ۵ تائب لکھنوی

اپنی تعریف وہ پسند کرے | عقل جسکو نہ بہرہ مند کرے

اوس مالک نے عقل نیک و بد سمجھنے کے لیے اور آنکھہ دیکھنے کے لیے۔ کان سُننے کے لیے پاؤن چلنے کے لیے بنائے ہین افسوس کہ یہ اسباب ہونے پر سمجھہ سے نہ کام لیکر اپنے کو فرعون وقت خیال اور اپنی تعریف سُننے کی کوشش بہر حال کرے۔ بقول تائب لکھنوی ۵

خود پسند ونسے یہی کہتی ہے خار اُٹھ اُٹھکے — تم بھی ہو جاؤ گے اگر فور ہماری صورت

بقول جوہری کاکوروی دوہا

اہنکار سنسار مون بکہہ دُکھ کا ہے مُول — آدھینی کی برچھ مُون سُکھ کے ہین پہل پھول

حصہ اول کا باب دوم

فصل دوم - رضا و تسلیم مین

بقول جوہری کاکوروی دوہا

سنتو کہی جو پُرش ہے دُکھی کبہُو نا ہوے — سُکھ پاوے سنتو کہہ تے کر نشچے من سوے

بقول سعدی شیرازی ؎

دلا گر قناعت بدست آوری — در اقلیم راحت کُنی سروری

جو رضاے مولے کو ازہمہ اولے سمجھتے ہین وہ قابل ثنا و لائق مدح ہین بقول مُلتجی ؎

دانۂ صبر قناعت کی جنھین آس نہین — مزرعۂ عمر کے ہین دانش ہر واس نہین

جو صابر و شاکر ہین اونکا کیا کہنا - بقول جوہری کاکوروی دوہا

تن مین جو سنتوکھ کا راکھو دیا جلاے — گھر باہر اجیار ہو اندھکار مٹ جاے

بقول مُلتجی ترجیع بند

گوہر شکر درین بحر دُر نایاب است — ہر زمان شکر کلید ملل و ایجاب است
صبر سا ز طرب از بہر دل بیتاب است — در گلستانِ جہان صبر گل شاداب است

نعمتِ شکر گدا از پے تسکین دارد
صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد

ہر انسان کو لازم ہے کہ ہر حالت مین اوس کے تسلیم و رضا مین سر

جھکائے رہے دم نہ مارے دیکھہ تو وہ پردہ غیب سے کیا کرتا ہے اور جس صورت مین کہ عنان صبر کو ہاتھہ سے چھوڑ دے گا اوس کی نافرمانی تیری بس سبب پریشانی کا ہو گا بقول ع

بیش آتا ہے وہی جو کچھہ پیشانی مین ہی

شدنی ٹل نہین سکتی۔ تحریر قسمت بدل نہین سکتی ب

سرنوشتِ ما زدستِ خود نوشت | خوشنویس است و نخواہد بد نوشت

بقول جوہری کا کوروی دوہا

والد رہی اور ندہ دھنی جو کینہو کرتار | تا کی چنتا کیے تے دُکھہ کا بارھی بھا

اور بقول مُلتجی ب

جو قناعت کے ہین سردار تو نگر وہ ہین | مال کے جو ہین طلبگار گدا گر وہ ہین

اکثر بڑے بڑے تجربہ کار و ذوی عقل و خرد صاحبان نے قدرت اور شدنی کے معنے برخلاف ظاہر کرنے مین کوشش کی لیکن آخر کار نتیجہ وہ ہی ہوا جو شدنی تھا بقول کسی شاعر ع

نہین مٹتا مٹائے سے کبھی لکھا مقدر کا

ہندی مین مثل مشہور ہے۔

بدھ کا لکھا کو میٹن ہارا

فارسی مین سعدی صاحب فرماتے ہین

آنچہ نصیب است بہم میرسد

گسائین تلسی داس جی کا قول ہے۔

کٹھن کرم گت کچھہ نہ بسائی

دُنیا مین دو فرقے ہین۔ ایک تارک الدنیا۔ دوسرا دُنیادار۔ بس ہر فرقہ کو

اپنی اپنی پابندی لازم و ملزوم ہے دُنیادار کے لیے یہ شعر صادق آتا ہی ؎

رزق ہر چند بیگمان برسد	شرط عقل است جستن از درہا

اور تارک الدنیا کے لیے یہ اُردو کا شعر راست آتا ہے ؎ لاالعلیم

سب کام اپنے کیجیے تقدیر کے حوالے — نزدیک عارفون کے تدبیر ہی تو یہ ہی

اوس نے سب پر عقل کو شرف دیا ہے پس عقل کے خلاف کسی حال مین کوئی کام نہ کرنا چاہیے قول بُزرگان پر بھروسہ دھرنا چاہیے ؎

سُود مندی تو نہ این آہ و فغان خواہد بود	آنچہ بر لوح نوشت است ہمان خواہد بود

حصہ اول کا باب دوم

فصل سوم - اوصاف حق پرست

وہ درویش کامل جنکے فیض صحبت سے ہزارہا دُنیادار کیا سے کیا ہو گئے وہ مقبول خدا کے بندے جنکی نگاہ پڑنے سے ذرہ آفتاب ہو جائے اُنکے اوصاف حمیدہ بیان کرنے مین زبان قلم کو یارا نہین اون کا معجزہ قدرت کس پر آشکارا نہین مولوی معنوی یعنی مولانا روم کا قول ہی نظم

آن ہجوم خوش کہ بہر بندگیست	آن ہجوم خوش کہ بہر زندگیست
مرد عارف فارغ از چون و چرا ست	حاصل عمرش ہمی یادِ خدا است
ہر کہ در یادِ خدا قائم بود	نا خدا قائم بود قائم بود
آن ہجوم بد کہ شیطانی بود	عاقبت از دے پشیمانی بود
حاصل دُنیا ہمین درد سر است	ہر کہ غافل شد ز حق گاو خر است
سادھو سنگت نام شان در بندگیست	ذرہ از تعریف شان ای مولویست
صحبت شان ذرہ را چون ماہ کرد	ہر گدا را صحبتِ شان شاہ کرد

ہر کہ شان را دیدہ حق را دیدہ است ۔۔۔ خوش گُل از باغ محبت چیدہ است

بھلن تک دیکھا اور سُنا گیا ہے وہ حیطۂ تحریر سے باہر ہے۔ اصل درآویز با معنی نام قرار دیا گیا تھا لیکن علماے فارس نے مقلوب کرا کے علم معنی کے قاعدے سے حرف زاے معجمہ کو شین سے بدلکر درویش قائم کیا۔ درآویز کے معنی دروازہ کا لٹکنے والا۔ اور درویش کے معنی اپنے خیال کے موافق اکثر لوگ مختلف ظاہر کرتے ہین بعض لفظ معنی لگاتے ہین کہ دروازہ جنگل کا بعض لفظ در کو بالضم قرار دیکر لفظی معنی موتی جنگل کا ظاہر کرتے ہین اور بعض ویش کو معنی مانند قرار دیکر دُر ویش یعنے موتی کے مانند فرماتے ہین بہرحال ان بافضیلت او زبا فیض کے اعجاز آئینہ ہین اور سب کچھ آن واحد مین کر سکتے ہین محبوب خدا کا لقب انکے لیے موزون ہے۔ گُسائین تلسی داس جی فرماتے ہین نظم ہندی یعنی چوپائی

بِج گُن سَرون سُنت سکچائین ۔۔۔ پر گُن سُنت ادھک ہرکھائین
سم سیتل نہین تیاگین نیتی ۔۔۔ سرل سُبھاؤ سبھن سون پریتی
جپ تپ برت دم سنجم نیما ۔۔۔ گور گوبند بپر پد پریما
وسبھہ مان مدھ کرین نہ کاہو ۔۔۔ بُھول نہ دین کُمارگ پاؤ
سَردھا چھما متری دایا ۔۔۔ مُدتا مم پد پریت امایا
برت ببیک بنے بگیانا ۔۔۔ بُودھ جتھارتھ بید پُرانا
گادین سُنین سدا مم لیلا ۔۔۔ ہیت رہت پرہت رت لیلا
سُن مُن سادھن کے گُن جے تے ۔۔۔ کہہ نہ سکین سارد شرت تے نے

درویشانِ کامل کے اوصاف اول تو امر محال دوم اپنا محدود خیال جنکے قدوم فیض لزوم کی خاک پاک آنکھون پر ملنے سے دیدۂ دل کی

روشنی دہ چند ہو جاتی ہے۔ قلب کی سیاہی دُھو جاتی ہے اور جنکی تاثیر دعا سے گناہ کبیرا کے بوجھ سے سُبکدوش ہو کر ہزارون نے نجات حاصل کی۔ اور فیض صحبت اور اُنکی عنایت سے بے شمار لوگون نے اپنی اپنی مُراد حسب خواہشات حاصل کی۔ مقام افسوس ہے کہ ایسے با فیض وحق شناسون کے شوق خدمت کی طرف توجہ نہ کرین اور عمر اپنی لہب ولعب مین برباد کر کے سر پر گناہون کا بار دھرین بقولیکہ

مردان خدا خدا نباشند	لیکن بخدا جُدا نباشند

پس اپنے حتی الوسع اُنکی خدمت سے مستفیض ہونا باعث خوبی قسمت ہے بقول تائب لکھنوی ؎

مرتبہ درویش کا ظل خدا سے کم نہین	اُنکا سایہ سایۂ بال ہُما سے کم نہین

حصہ اول کا باب دوم

فصل چہارم۔ دُنیا و اہل دُنیا کے بیان مین

دُنیا کی بے ثباتی اور اہل دُنیا کی تضیع اوقاتی ظاہر ہے۔ کون ہے جو اس سے نہین ماہر ہے حضرت مولانا روم دُنیا دار کے لیئے فرماتے ہین۔ **نظم**

اہل دُنیا کافران مطلق اند	روز و شب در زق زق و در بق بق اند
چیست دُنیا ولباس دُنیوی	از خدا غافل شدن اے مولوی
گر بزرگی بایدت کُن بندگی	ورنہ آخر میکشی شرمندگی

انسان مثل حباب کے اس بحر ہستی مین ہے۔ اور افسوس کہ ہوس پر بھی ہوا و ہوس کے تھپیڑون سے ہر وقت سامنا۔ لیکن واہ ری فہم کہ پھر بھی

غفلت کے جھلنگے پر اینڈا اینڈ کر سو رہا ہے ایسا بیش بہا وقت مفت اپنے ہاتھوں سے کھو رہا ہے - بقول تائب لکھنوی رباعی

دنیا ہے عجب مقام دلچسپی کا ۔ پر نشو و نما ہے نام دلچسپی کا
دیکھا تو پھنسا پھنسا تو برباد ہوا ۔ تائب ہے خیال خام دلچسپی کا

تعجب ہے کہ اہل دنیا اچھی طرح سے سمجھتے ہین کہ زندگانی کا کسی کی کوئی اعتبار نہین اور یہ زبان زد خلایق ہے مثل

دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ

مگر پھر بھی اسباب تعلق اپنا قطع نہین کرتے اور اس امر پر کان نہین دہرتے کسی نے خوب کہا ہے قطعہ

زر اور زمین و زن کی نہ چاہت پہ بھول تو ۔ دنیا وی دوستو نکی نہ الفت پہ پھول تو
عقبے مین تیری کام نہ آئینگے یہ کوئی ۔ بوڑھا ہوا ہی عشق خدا کر قبول تو

اور حضرت سوز دہلوی فرماتے ہین قطعہ

مقبرونمین دیکھتے ہو جان آنکھون سے آہ ۔ یہ برادر یہ پسر یہ خویش یہ فرزند ہین
سر پہ رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہو یار ۔ سوجھتا اتنا نہین ہم خاک کے پیوند ہین

جب آنکھڑیان مند گئین ای سوز سب آنندہی

ہندی مین جوہری کاکوروی کا قول ہے دوہا

چکرورتی راجہ بھئے چھن مین گئی بلاے ۔ بڑے بڑے جو دہا بلی دھرتی گئے سماے
سوربیرن سورمان ہنی گنی بلوان ۔ کرنی کرکے چل بسے رہا نہ نام نشان

بقول تائب لکھنوی رباعی

ہر دیہہ مین جم کا ناس اکدن ہوگا ۔ یہ رنگ محل اداس اک دن ہوگا
جو آیا ہی جائیگا ہی کل گیا آج ۔ جو پیدا ہوا ہے ناس اک دن ہوگا

دُنیا دار لوگ دُنیا سے اس قدر لپٹے رہتے ہین کہ اوس وقت کا خیال جو ایک وقت سب کے لیے مقرر ہے مطلق نہین لاتے۔ کوئی دولت کی ہوس مین بیخود ہو رہا ہے کوئی حسینون کی چاہ مین آٹھہ آٹھہ آنسو رو رہا ہے۔ کوئی عیال داری کے سودے مین السست رہتا ہی کوئی اپنی فضول خرچی کے خمیازے مین تنگدست رہتا ہے۔ دُنیا و ما فیہا کی خبر نہین بھلے بُرے پر نظر نہین۔ جو موج مین آتا ہے کرتا ہے۔ نہ موت کی پروا نہ عذاب دوزخ سے ڈرتا ہے۔ ہر شخص اپنی رنگ مین محو ہے۔ کیا نسیان و کیا سہو ہے۔ اسکا سبق نہین۔ رباعی

یہ عشرت و عیش و کامرانی کب تک	عشرت بھی سہی تو نوجوانی کب تک
گر یہ بھی سہی قیام دولت ہے مُحال	دولت بھی سہی تو زندگانی کب تک

بقول جوہری کاکوروی دوہا۔

جو کو اُونچا جگت مون تاکی ہو کیہو ناس	رُوپ وان سُندر گنی وصفی درب کے راس

بقول تائب لکھنوی رباعی

اک روز ہر اک سے مُنہ چھپانا ہوگا	آئے ہین جہان سے وانکو جانا ہوگا
نیکی بدی ساتھ ساتھ ہوگی تائب	اعمال کا سر پہ بوجھ اُٹھانا ہوگا

دُنیا دار اور تارک الدنیا مین فی الواقعی زمین آسمان کا تفاوت ہے وہ اپنی ریاضت کی بدولت اعلے درجہ پر ہین یہ اپنے اعمال سے گرفتار معصیت ہین تمثیلاً یہ روایت درج کی گئی۔ کسی وقت مین ایک بادشاہ وقت نے ایک فقیر کو کچھ کھانا بھجواتا تھا۔ لیکن وہ فقیر اوسکو نہ کھاتا تھا یہ بادشاہ کو معلوم ہوا اوسنے سبب پوچھا۔ فقیر نے کہا کہ کھانے کے ساتھہ اوسے بھی آنا چاہیے اوسنے یہ بھی کیا فقیر نے کچھ تھوڑا کھانا بادشاہ کے ہاتھہ سے

لیکر آئینہ پر ملا اور وہ آئینہ پہر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے دیکہا کہ آئینہ انڈیا نہو گیا۔ فقیر نے واپس لیکر اپنا معمولی کہانا اوس پر ملد یکر پہر اوسے دیا بادشاہ نے جو آئینہ کو پہر لیکر دیکہا تو بالکل صاف پایا اور سبب پوچہا فقیر نے کہا بابا تو نے اپنے کہانے اور میرے کہانے مین فرق دیکہا بادشاہ قدمبوس ہوا بیس دنیا و دار کی بمقابل اون کے کیا ہستی ہے یہ خود غرضی سے مملو وہ اپنے ریاض سے آفتاب۔ نواب آصف الدولہ بہادر کا قول ہے ؏

آصف بشر کی کچہ تو اودہر کو لگی رہے	

بشر کو مآل کار پر ضرور لازم ہے۔ چند روزہ زندگی پر اوس پیدا کرنے والے کو دل سے نہ بہلانا چاہیئے بلکہ اس دنیا مین اپنی عقبیٰ بنانا چاہیے۔ جوہری کا کوروی کا قول ہے دوہا

ہی دنیا دو دِنا کی تا پر ریت پران	مان کہا جو کہہ گئے بڑے بڑے بدہوان

رُباعی ہندی از ثاقب لکہنوی

پیدا ہونے پہ پوت سب کہتے ہین	پر کہون کی اوسے بہبوت سب کہتے ہین
یہ جیتے ہی جی ہی دنیہہ کے چہٹنے پر	پہر اُسکو پریت بہوت سب کہتے ہین

حصّہ دوم

باب اول

فصل اول - اصول مذہبی کے فوائد مین

ہر مذہب کے آدمی کو یہ جامۂ انسانی جس سے اشرف المخلوق کا شرف پایا ملنے پر پہلا فرض اوس پاک پروردگار کی بندگی بجالانا ہے۔ گسائین تلسی داس کا قول ہے چوپائی

نر سمان نہین کوو نہی

حضرت مولانا روم فرماتے ہین نظم

اے وجودت روشن از نور حق است	روشن از نور خداے مطلق است

پس اہل ہنود کو پابندی شاستر و اوپنشد۔ اہل اسلام کو شرع وحدیث اہل انگلستان کو انجیل و توریت واجب و لازم ہے۔ بہر حال ہر مذہب مین خدا پرستی مقدم ہے۔ اور اس کا زینہ راستی ہے بقول سعدی ؒ

راستی موجب رضاے خدا است

اور بقول جوہری کا کوروی دوہا

ست بچن سون جگت مون پھیل رہت اجیار	تن من گھر باہر رہت تاسون نہین اندھیار

بقول سعدی شیرازی قطعہ

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند	تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار	شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

اور بقول جوہری کا کوروی دوہا

یہ مانکھہ تن پاپکی کرتا سے من لاؤ — بہرتا دہرتا جگت کا جانو یہ ست بہاؤ

بقول سعدی شیرازی کے

کرم بین ولطفِ خداوندگار — گنہ بندہ کردست اوشرمسار

گسائین تلسی داس جی فرماتے ہین چوپائی

بڑے بہاگ مانکھہ تن پاوا — سُر دُرلبھ سب گرنتھن گاوا
سادھن دہام موکش کر دوارا — پاے نہ جہہ پرلوک سوارا

دوھا

سو نر تجھہ دُکھ پاوہی سر دھن دھن پچھتاے — کالہہ کرمہ الیشرہ متھیا دوکھہ لگاے

چوپائی

بچھہ تن کر پہل نکہے برتہائی — سُر گو سولپ انت دُکھدائی
نر تن پاے بکہے من وہیین — پلٹ سُدھاتے سٹھ بکہہ لیہین

مقام غور ہے کہ اہل ہنود مین بدین خیال سب سے پیشتر اشنان یعنے غسل لازمی ہے بقول ثاقب لکھنوی کے

ہر اک کی غسل کرنے سی طبیعت صفا ہوتی ہے — طبیعت کی صفا ہونے سے نیت صفا ہوتی ہے

پس اسی سلسلہ مین عبادت یعنے اوسکی بندگی کرنے کا وقت قرار دیا گیا جسکو اہل ہنود پوجاپاٹ کہتے ہین - اسکے اثر سے دلکو تازگی روح کو فرحت جسم کو قوت ہوتی ہے گو تبدیل رفتار زمانہ سے اب یہ طریقہ روز بروز کم ہوتا جاتا ہے جس کا نتیجہ خراب پیش آتا ہے بزرگان سلف نے کیا معقول یہ طریقہ قرار دیا تھا کہ صبح اوٹھنا اپنے بزرگون کی تعظیم بجالانا اور اوسکی بندگی مین سر جھکانا دُنیا مین عقبےٰ بنانا اسی ذریعہ سے ہزارہا کامیاب ہوگئے بقول گسائین تلسی داس جی مہراج دوہا

تلسی اپنے رام کو ریجھہ بھجو یا کھیجھہ | کھیت ٹپری پرجا جم الٹا ہوی کہ سیدھ

سعدی شیرازی کا قول ہے

سعادت ز طاعت میسر شود | دل از نورِ طاعت منور شود

بقول جوہری کا کوری دوھا

رام نام ادھار ہے سب سکھ کی کہان | پاوت ہین یا نام تی دہن گن بدہ جس گیان

مولانا روم فرماتے ہین

گوہر مقصود بس یادِ خداست | لیک وانذر زبانِ اولیاست

بقول ثاقب لکھنوی رباعی

ہر گہنے سے جو سدا ہرا رہتا ہے | یہ نام لیے سے من بہرا رہتا ہے

سمرن سے بہائیون نہ پایا مین پہنچو | دھن دھام یہ سب یہین دہرا رہتا ہے

حصہ دوم کا باب اول

فصل دوم۔ تعظیم والدین و استاد کے بیان مین

آئینہ باپ مان کی عظمت ہے ٭ انکے قدمون کے نیچے جنت ہے۔ انکی خدمت ورضا جوئی داخل عبادت باعثِ سعادت ہے۔ ہر مذہب کے بزرگانِ دین اس باب مین ہمزبان ہین۔ ہندی مین کسیکا قول ہے

چوپائی

سن جننی سوئی ست بڑبہاگی | جو پت مات بچن انورا گی

والدین کے ناشائستہ کلمات بھی بمنزلہ دعا کے خیال کرے ان کی باتون کا کبھی نہ دل مین ملال کرے۔ بعد اوس پیدا کرنے والے کے والدین کا حق قرار دیا گیا ہے انکے خوش ہونے سے خدا خوش ہوتا ہے

گیتا مین سری کرشن جی فرماتے ہین مترجمہ فیضی سے

طریق بزرگان اختیار	بہر رنگ کن حق پرستی شمار

قول ہندی دوہا

انجیت اچیت بچار تج جو بالین پت بین	تے بہا جن سکھہ سو لیش کے لبسین پت این

قول سری کرشن جی از گیتا مترجمہ فیضی سے

بحرف بزرگان ندارند ہوش	زمستی ہر لحظہ بازند ہوش
خلاف بزرگان نکردن خوش است	بائین خود جان سپردن خوش است

ہرون کی کہانی آئینہ ہے - رامائن وبہاگوت بہی جلوہ نما ہے - ان کا طواف ہفت اقلیم کے طواف کے کرنے سے کم نہین - شیو پوران مین گنیش جی اور سوامی کارتک کے سمباد سے بہی صاف ظاہر ہے وہ کون ہے جو نہین ماہر ہے بہر حال اسی طرح پر گورو جو قلب کی سیاہی کو اپنے ریاض سے دہو کر فہم کو روشن کردیتا ہے اور مصیبت بھرے راستون سے پہیر کر دامن آرزو کو ہر مراد سے بہر دیتا ہے - اوس کی خاک پا فی الواقعی اکسیر کا خاصہ رکہتی ہے - آنکہون پر لگانے سے قسمت جگمگا اوٹہتی ہے اوسکی حرمت و عظمت کو دل سے کبہی نہ بہلانا چاہیے - اسی طرح پر اولاد کی تعلیم مان باپ پر فرض ہے کہ یہ قدرتی فرض ہے - کیونکہ انکو اچہی تعلیم دینے سے اپنا بخیر انجام اون کا عمر بہر کے لیے آرام کا باعث ہے اس باب مین غفلت کرنے سے اولاد کے ساتھ والدین کو بہی کوفت کہا جاتی ہے - اُن پر تو مصیبت ہر وقت بلا ڈہاتی ہے بقول ثاقب لکہنوی رباعی

دیوانہ زلف چین کب پاتا ہے	ڈھیلے پڑتے ہین جسطرف جاتا ہے

مرنے پہ بھی بھٹکی بھرتی ہے روح		محشر مین بھی صور بنکے چلاتا ہے

المختصر اولاد اور والدین سے دونون کو فرائض منصبی انجام دینے مین کوتاہی نہ کرنا چاہیے ورنہ دونون کی خرابی کا سبب ہے اولاد آوارہ ہونے سے علاوہ بدنامی خاندان کے آدمی زندہ در گور ہو جاتا ہے نگاہ خلق مین ذلیل ہو کر دربدر کی ٹھوکرین کہاتا ہے۔ اسی طرح جو اولاد اپنے والدین یا اُستاد کے خلاف عملدرآمد کرتی ہے یا اُن کو تکلیف دیتی ہے جہنمی ہے اور عمر بھر وہ خود کسی پہلو چین نہین پاتی ہے۔ انواع اقسام کی مصیبتین جھیلتی ہے طرح طرح کے دُکھ اوٹھاتی ہے۔ بقول نایاب لکھنوی رباعی

جو کوئی کسیکو یار کلپاوے گا اِس دارِ مکافات مین سُن اوغافل		یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاویگا بیداد کرے گا آج کل پاویگا

حصہ دوم کا باب اول

فصل سوم۔ فوائد علم نجوم کے بیان مین

علم نجوم کاشف اسرار غیب ہے		تنویر مہر و ماہ ہے انوار غیب ہے

ابتدا سے زمانہ سے اب تک اس علم کی سب تعریف کرتے آئے خصوص حکما اور رویدون کا اسپر ہمیشہ مدار رہا۔ اسکے عامل کا بڑے بڑے راجاؤن بادشاہون مین ہمیشہ وقار رہا۔ کسی وقت مین لکھا ہی رکھموک پربت پر سری رامچندر جی نے ہنومان جی سے پرشن کیا تہا کہ سورج کے قریب کیا پڑا ہے اس کا اوتر یعنے جواب ہنومان جی نے دیا کہ بید انت سے لیکر سمپورن شاشتر بڑے ہین لیکن جوتش شاشتر

سمپورن پہل دینے والا ہے اس ذکر سے مدعا یہ کہ اوس وقت بھی اسکو ترجیح تھی۔ گو آج کل کے ناتجربہ کار اس کے قایل نہین نہ ہون لیکن مدبران جہان ضرور مقر ہین۔ پنڈت کے معنی عالم ہین نہ کہ ہرف تجنتر بتا دینے سے پنڈت ہو جاتا ہے۔ دیکھیے چاندگرہن اور سورج گرہن کا حساب کیسا صادق اوترتا ہے کہ سر مو فرق نہین پڑتا ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ یہ علم کیسا سچا ہے بقول مصرع

قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

یا یون کہیے کہ مصرع

چہ داند بوزنہ لذاتِ ادرک

جو اس علم مین مہارت کامل رکھتے ہین وہ سعد و نحس رفتار سیارگان کے زمانہ ماضی و مستقبل و حال سے بخوبی ماہر کر سکتے ہین اور اون کا بتانا کسی حال مین غلط نہین ہو سکتا لیکن یہ علم نازک فی الواقعی کمال ہے عیب جو اکثر ظہور ہوا کرتے ہین وہ اون کا خیال ہے۔ بقول حضرت تائب لکھنوی رباعی

زاہد بحرم خلوص و ربطے دارد	راہب با دیر ربط و ضبطے دارد
تائب من قانع بیاد جانان	ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

اس علم کی فضیلت کی بیشمار نظیرین ہین جو اس مختصر مین نہین آسکتین زائچہ کا بنانا اور اون کے ستارون کا ثمرہ نیز سعد و نحس کا اثر ممکن کیا کہ بتانے والے کے موافق نہ ہو اور اگر نہ ہو تو سمجھیے کہ حساب مین غلطی ہے یا بتانے والا بھولتا ہے اور بھول حساب کے ساتھ ضرور ہی ہے بقول قلق لکھنوی ؎

ایک بے عیب ہے تو ذات خدا	جو ہر انسان کا ہے سہو و خطا

اس موقع پر بین اون نئی روشنی کے لوگون کا قایل نہین جو اپنی عقل کے آگے کسی دوسرے کی عقل کو کوئی چیز شمار نہین کرتے ہین ہر جگہ اپنی ہی کر گزرتے ہین۔ گو انجام مین خفت آئینہ دکھاتی ہے۔ خود آرائی گل کھلاتی ہے لیکن اون کا یہ مقولہ ہے بقول مصرع

شرم چہ گتیست کہ پیش مردان بیاید

حصہ دوم کا باب اول

فصل چہارم۔ مضامین متفرقات ضروری مین

شہر لکھنؤ کے حالات لکھتے ہوے قلم کا جگر ٹکڑے ہوتا ہے کسی وقت مین یہ شہر بلدۂ فرخندہ بنیاد کہا جاتا تہا جو اب حسرت کدہ ہو رہا ہے۔ ایک ہی صدی مین یہ نہال سرسبز و شاداب ہو کر خزان کا شکار ہو گیا۔ اور انقلاب کے گلے کا ہار ہو گیا۔ نواب آصف الدولہ بہادر والی صوبہ اودہ نے فیض آباد سے آکر اسکو آباد کیا اور اپنا دار السلطنت اسکو قرار دیکر تہوڑے ہی زمانے مین اپنی توجہ خاص سے اسے روضۂ رضوان بنا دیا۔ زان بعد حضرت سلطان عالم جہان پناہ محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ نے اسے اس قدر ترقی دی کہ ملکون ملکون اس کا شہرہ ہو گیا اور لکھنؤ جنت نشان مشہور ہوا الفقو لیکہ نور آگے علے نور ہوا۔ لیکن بد بین کی نظرون نے اسکو اک لخت الیسا مٹا دیا کہ سُننے والون کے کلیجے ہل گئے۔ دیکہنے والون کی آنکہون سے خون کے دریا بہے لکھنؤ کی مینا بازار نے جو حضرت مینا شاہ قطب کے نام سے نامزد تہی مصر کی بازار کو سرد کر دیا

قیصر باغ کی دلفریب رونق اور وہان کے حسینون کے جمگھٹون نے پرستان کو گرد کر دیا۔ مگر افسوس کہ جس قدر جلد اس نے اپنی ترقی کی اوسیقدر جلد کایا پلیٹ ہو گیا۔ بقول امیر مینائی لکھنوی ؎

امیر ایسا کیا ویران خزان نے قصر شاہی کو | کہ روئی آنکھہ دھر کر بیکسی ایک ایک در پر

مقام غور ہے کہ اس مٹے ہوئے حال پر بھی پھر مغتنمات سے خیال کیا جاتا ہے کیونکہ ہر فن کا کامل اور ہر ہنر کا استاد یہان موجود یہان کی وضع۔ پوشاک۔ سج دھج۔ طرز گفتگو و لب و لہجہ پر کون ہے جو ہزار جان سے فریفتہ نہین غرضکہ اب بھی یہ شہر ہر بات مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے۔ مگر ہان آج کل کی روشنی والون کے حالات اور اُلجھین دیکھتے ہوئے آیندہ کی نسبت کوئی اپنی مستقل راے قائم نہین کر سکتا۔ بقول ثاقب لکھنوی نظم

تہذیب یہ کہ باپ کو دیتے ہین وہ جواب | سُنتے ہی جسکے ہوتا ہی جل بھنکے دل کباب
گڈا میر شور ہے ہر اک بات بات پر | شرم و لحاظ کیسی ملاتے نہین نظر
فرعون کیطرح نہین گنتے کسی کو کچھہ | کرتے نہین خیال کسی آدمی کو کچھہ
پی پی کے سگرٹ ایسی بدلتے نگاہ ہین | گویا کہ اپنے وقت کے یہ تانا شاہ ہین
رہ رہ کے ایک ہم خیال گر آگیا بہم ہوے | گٹ پٹ سے انکی ناکمین اور دنکے دم ہوے
جوش خوشی مین اپنی لگے ران پیٹنے | سر ولسن ہور کا لگے ہر آن پیٹنے

حرکات یہ کہ بھاگے بنی جان دیکھکر
کان اپنے سب کھڑے کرین حیوان دیکھکر

اسی طرح پر انکے وقت مین ساز و سامان اور تمامی آرائشی چیزین از الجملہ مٹی کا تیل ہی خیال کیا جاے کہ انسان کی تندرستی مین ہزار خرابیان کریگا

بذاتِ خاص اس نے کام کیا۔ ہزار ہا اس کے شکار ہو گئے اور ہوتے جاتے ہین اسپر بھی سبق نہین ہوتا۔ حتے کہ اس امر کا قرار واقعی تجربہ بھی ہوچکا ہے اور آنکھین بھی اوٹھی اس بات کی تحریک کرتی ہین لیکن اون کا کمزور دل کچھ اسس بلاے بے درمان سے مانوس ہو رہا ہے کہ کسی کی کوئی نصیحت کارگر نہین ہوتی۔ بقول ریحانؔ لکھنوی ؎

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائی جاتے ہین	مانو نہ مانو اس کا تمہین اختیار ہے

قصہ مختصر اس مٹے ہوئے فوٹو کا اب بھی وہ حال ہے کہ اس کا نام لینے سے سُننے والون کے فوراً کان کھڑے ہو جاتے ہین۔ مشتاق آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو نکل پڑتے ہین۔ بڑا امام باڑہ جسکو مچھی بھون بھی لوگ کہتے ہین جس کا نظیر روے زمین پر نہین نیز حسین آباد مبارک جسکے طلائی گنبدون کی تابش آفتاب جہانتاب کی شعاع کو ماند کرتی ہے یادگار زمانہ سے ہے وہ تعمیر کردہ نواب آصف الدولہ بہادر نواب صوبۂ اودھ یہ یادگار جہان پناہ محمد علی شاہ جنت مکان فرمانرواے اودھ سے ہے۔ اس لاجواب عمارت کا نظارہ کرنے سے برجستہ یہ شعر صادق آتا ہے ؎

ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست	اگر فردوس بر روے زمین است

زمانۂ شاہی مین جنھون نے اس بلدۂ فرخندہ بُنیاد کی کیفیت اپنی آنکھون سے دیکھی ہے اونکے آگے بہار فردوس بھی کوئی چیز نہین۔ حالت موجودہ دیکھکر اون لوگون کا کلیجا مُنہ کو آتا ہے افسوس کہ دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا بقول رباعی

اِس جینے پہ کیا لطف ہے کیا کینا ہے	آفاق مین کے روز کسے جینا ہے

دارا کا رہا حشم نہ جمشید کا فر اور حال سکندر کا تو آئینا ہے

حصہ دوم کا

باب دوم

فصل اول - حکمت و ویدک کے اوصاف مین

فی الحقیقت تعمیل شرائط ویدک و حکمت کسی طور پر اصول و مفاد سے خالی نہین اس کے باب مین بڑے بڑے تجربہ کار راجگان و شہنشاہ مقر ہین اور رہین گے۔ زمانہ قدیم مین لنکا کا فرمانروا جس کو راون کہتے ہین اسی بیدک کے عمل سے اوس نے تندرستی کے ساتھ ایک مدت تک سلطنت کی ماسوا اس کے اور نامی گرامی راجگان جن کے کارنامے تواریخ مین مندرج ہین اور رہتی دنیا تک ہینگے اور جو اس کے پابند رہے اور ہین اونکو کسی قسم کی شکایت نہ ہوئی ہے نہ ہوگی۔ اب زمانہ موجودہ مین غور کیجیے کہ بالکل انتظام صحت ہماری اعلے بجربہ کار گورنمنٹ نے ڈاکٹر صاحبان ہی کی راے پر منحصر رکھا ہے اور صرف کثیر سے مدد کرتی ہے کوئی امر بخلاف راے ڈاکٹر صاحبان کسی حالت مین نہین ہوتا جس کا اثر یہ ہے کہ آپ خود ملاحظہ فرمائیے کہ اونکی ولایت کے یعنے یورپین صاحبان کو جسمانی شکایت بہت کم ہوتی ہے اور اونکی تندرستی کے مقابل مین آپ اپنی تندرستی ملاحظہ فرمائیے اول تو پابندی اوقات اس کا اعلے زینہ ہے۔ دوم احتیاط غذا۔ سوم صفائی۔ چہارم اداے فرائض مذہبی۔ پنجم مستعدی۔ پس

عام عملدر آمد اس کے خلاف ظہور پذیر ہے۔ یہی وجہ خاص کمزوری دل و دماغ وتباہی و بربادی کا ہمارے ملکی بھائیون کی ہے بزرگان سلف نے اسی مصلحت سے ورزش کو ترجیح دی کہ اس کے عمل سے ہمیشہ سُستی وکاہلی پاس نہین پھٹکتی نہ کوئی کسی طرح کی بیماری اپنا اثر ڈال سکتی ہے۔ فرائیض مذہبی مین ہر مذہب کے رہنماؤن نے ہر پہلو تندرستی وصحت جسمانی کا لحاظ کامل طور سے رکھا ہے جس کے ترک سے ہی تندرستی مین نقص پیدا ہوتے ہین۔ بقول جوہری کاکوروی دوہا

تن من دو گرت ہے تاکی جوت اُجیار		نیم بچار اک دیپ ہے تاکو راکھو یار

اور بقول ثاقب لکھنوی ع

وہ خستہ وخراب ہی بس عمر بھر ہوا		روزہ نماز سے جو بشر بے خبر ہوا

حصہ دوم کا
باب دوم
فصل دوم۔ گناہ وترک گناہ کے بیان مین

پاک پروردگار اپنے بندون کو ہمیشہ گناہ سے بچائے جس کا نتیجہ بہت ہی خراب ہے گو کہ دُنیا مین بہت سے گناہ ہین جنکی شرح ممکن نہین لیکن جو گناہ کبیرہ ہین اون سے عوام کو بہر حال بچنا لازمی ولابدی ہی بقول جوہری کاکوروی دوہا۔

مری نرک اور دُکھ جیت نشچے من یہ جان		پاپ کیے تے ہوت ہی دوجگ مان ہان

اور بقول حضرت سعدی شیرازی ع

کہ از آب باشد شکر را گداز		ز عصیان کند ہوشمند احتراز

پس ہر شخص کو اس دُنیائے فانی مین چندروزہ زندگی کے لیے اپنے نامۂ اعمال کو گناہ کے خوفزدہ دھبّون سے ہر حال مین پاک وصاف رکھنا چاہیے بقول تائب لکھنوی رُباعی۔

دُنیا کو نہ گِن مقام دلچسپی کا	بس نشو ونما ہے نام دلچسپی کا
دیکھا تو پھنسا۔ پھنسا تو برباد ہوا	تائب ہے خیال خام دلچسپی کا

مصنوعی ناپایدار دم بھر کی آسایش نفسی کے لیے دائمی آسائش ذاتی کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔ طمع۔ حرص۔ رشک۔ دروغگوئی۔ زنا۔ چغلخوری۔ غصہ۔ یہ آٹھون دوزخ کے جانے کی راہین ہین جو ان راہون کو بچا کر چلتا پھرتا ہے دینی دنیوی بلاؤن سے آزاد رہتا ہے۔ اور جو ان راہون مین قدم مارتا ہے وہ دوجہان مین صدہا انواع واقسام کے اوٹھا کر مصیبتین سہتا ہے۔ بقول جوہری کاکوروی۔ دوہا۔

ست بچن کی ٹیک کر کرم دھرم مکھ جان	اکیرت گھٹے اسبت سُون سَت سمجھ نادان

پس ہر شخص کو اوس مالک کی ہر حال مین بندگی بجالانا فرض ہے اور اپنی موت کا خیال جو صادق ودست ہے رکھنا لازمی ہے بقول دوہا

سوانس سوانس پر رام کہہ برتھا سوانس مت کھوے	
	ناجانی اس سانس کو آون ہوے نہ ہوے

جو شخص اس کے مطابق عمل کرے گا ہر وقت اپنی طبیعت کو اور دونکے ساتھ نیکی کرنے پر مایل رکھے گا دُنیا کی آفتون سے پاک وصاف رہکر نجات حاصل کریگا۔ بقول تائب لکھنوی ؎

	نیکی جو کریگا نیک کہلائے گا
	سینچے گا درخت جو وہ پھل پائیگا

حصہ دوم کا

باب دوم

فصل سوم۔ وجہ خرابی قوم کایستھان مین

بقول تائب لکھنوی ؎

سدا یہ صرف بیجا ہی سے اپنا کام لیتے ہین	نہ کچھہ آغاز لیتے ہین نہ کچھہ انجام لیتے ہین

قوم کایستھہ کی ابتری و پریشان حالی کا سبب فضول خرچی و ناعاقبت اندیشی ہی ہے۔ باوجودیکہ زمانہ کے انقلاب نے اس قوم کو دُنیا کے نشیب و فراز دکھلائے مگر ان کی آرام طلب طبعیتین ان کو مصائب کے گھر غار سے نکلنے کب دیتی ہین۔ اوس پر طرّہ یہ کہ ادبار کی گھٹا ٹوپ اندھیاری کی سختیان جھیلنے پر بھی سبق نہین ہوتا۔ اور بزرگون کے طریقون کو خیرباد کہکر غفلت کے جھلنگون پر اینڈ اینڈ کر سُونے مین دریغ نہین کرتے اور اپنی خودرائی پر نازان رہتے ہین۔ آمدنی کا خیال مصارف بیجا کا ملال کسی حال مین نہین آتا۔ خرچ واجبی سے کام لینا نہین پسند کرتے۔ مآل کار پر دھیان نہین دہرے اسپر عمل ہے خدا جانے کیا خلل ہے۔ ع

(جکچھہ ڈال مال دھن کو کوڑی نہ رکھہ کفن کو)

کم خرچی کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہین۔ سمجھانے والے سے اولٹے بات بات پر اولجھتے ہین۔ اور اوس کو بخیل تصور کرتے ہین۔ اپنی ناگفتہ بہ حرکتون پر آپ مرتے ہین۔ بقول تائب لکھنوی ؎

قربان اس خیال کے اس فہم کے نثار	کرتے ہین اپنے آپ کو افلاس کا شکار

مزید بران ذاتی قوت پر مطلق غور نہ کرکے اپنے ہزار درجہ آمدنی والے سے دعوی ہمسری کرنے مین ذرا بھی کسی قسم کا غور نہین کرتے ہین بے تہو آسمان پر قدم دہرتے ہین۔ آمدنی سے دوچند سہ چند مصارف ہونے پر آنے والی مصیبت سے نہین ڈرتے ہین۔ خدانخواستہ بیکاری جب دہر دہمکتی ہے حواس خمسہ درست ہوجاتے ہین اوس وقت دست افسوس مل مل کر پچھتاتے ہین۔ اور سب سے زیادہ طریقہ اس قوم مین یہ خراب تر ہے کہ شادی دختران مین رسم قرارداد ترقی پر ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ یہ رسم قدیم ہے۔ سراسر غلطی پر ہے۔ اولین رسم بزرگان بہت ہی آسان تر یعنے لڑکی کے اداے فرض مین کوئی دقت اور مشکل درپیش نہ آتی تھی جیسا کہ اب طرح طرح کی مصیبتون کا سامنا پڑتا ہے اور اب یہ عام طور سے رائج ہو رہا ہے کہ اہل دول کو غریب ہمقوم کے یہان شادی کرنے مین کسر شان کا خیال ستاتا ہے وہ بھی متمول کی تلاش مین رہتے ہین۔ دوم قبل یہ عار تہا کہ پٹواری پیشہ کے یہان پسند نہین کرتے تھے چونکہ آج کل پٹواری پیشہ مالدار ہو رہے ہین برابر شادی کا رواج ہو رہا ہے کیا فرض ہے کہ رسم قرارداد موقوف کر دی جاے اور حسب استعداد اپنی جو کچھہ صرف کیا جاے گا وہ باعث گنہ گاری سمجھا جانے گا۔ اس موقع پر ایک امر بھی مسئلہ طلب ہے یعنے بارہ بہائیون مین بجز قوم سری واستو یہ دوسرے کے اور کسی بہائی کے یہان ایسا سخت طریقہ نہین برتا گیا ہے سابقاً قرارداد بہ مصلحت قرار دے لے گیا تہا کہ ان معنی مین جیسا کہ اب عمل درآمد ہو رہا ہے۔ مزید بران شراب خواری و

گوشت خوری کو اس قدر ترقی دی گئی کہ بیان سے باہر ہے جو کہ مذہباً اور تہذیباً دونون طرح سے ممنوع ہے گیتا مین کرشن جی نے فرمایا ہے جس کا یہ ترجمہ حرف بحرف ہے۔ تائب لکھنوی سے

اہنسا سے بڑھکر نہین کوئی دہرم	ہے سنسار مین سرب اوپر یہ کرم

از انجملہ شراب خواری۔ اول دولت کا زیان دوم خوف جان سوم مطعون جہان۔ مقام غور ہے کہ جو قوم مذہباً یا مصلحتاً یا احتیاطاً استعمال نہین کرتے دیکھیے کیسے خوشحال ہین پس ہر امر مین اگر نتیجہ پر خیال کیجیو گا اوس وقت آپ کو اپنی بہبودی کا از خود سبق ہوگا اور یہ بربادی سب دور ہو جائیگی کم بضاعت کے حق مین مصارف بیجا بہی مصیبت کا گہر ہے بقول تائب لکھنوی سے

سمجھے ہم فیاضی محتاج و بخل اہل زر	وہ گمان اقبال کے ہین یہ نشان ادبار کے

بقول جوہری کا گوروہی دوہا۔

ہے دنیا دو دن کی تا پر دیت پران	مان کہا جو کہہ گئے بڑی بڑی بدھمان

حصہ دوم کا باب دوم

فصل چہارم۔ خانہ داری کے بیان مین

فی الواقعی خانہ داری کا انصرام انتظام سلطنت سے کسی حال مین کم نہین لیکن غفلت و کاہلی کے کہونگے اس کے حق مین باد مخالف خیال کرنا چاہیے صدہا خانہ ویرانیان اور بربادی سلطنت کا باعث انہین دونون سے ہوئین اور ہوتی ہین مستقل مزاجی نیز بردباری اس کی مستحکمی کا جز ہین۔ جو خانہ داری کے خشک و تر سرد و گرم کے

ذائقہ سے باخبر ہے وہ اُمور سلطنت کے بھی انجام دینے کے لائق بشر ہے۔ بقول سعدی شیرازی **مثل** قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید۔ فی الحقیقت یہ بہت صحیح ہے کہ دُنیاداری کا دار و مدار زر پر ہے بقول ؎

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا	ستار عیوب قاضی الحاجاتی

اور اُردو مین نظیر اکبر آبادی نے خوب فرمایا ہے ؎

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین	کوڑی نہین تو کوڑی کے سب تین تین ہین

تجربہ کار دور اندیش سب کچھ ترقی کر سکتا ہے بقول تائب لکھنوی

کوڑی سے پیسہ پیسے سے ہوتا ہے روپیا	اور روپیہ سے اشرفی و مال بے بہا

لیکن عقل سلیم کا مقدم ہونا ہے بقول شخصے ؎

عقل ست گر محرم الٰہی	از عقل بخواہ ہر چہ خواہی

خانہ داری کے انتظام مین آمدنی سے مصارف کم ہونا ترقی کا اول زینہ ہے جیساکہ تائب لکھنوی نے فرمایا ہے بہت بجا ہے ؎

سمجھے ہم فیاضی محتاج و بخل اہل زر	یہ نشان اقبال کے ہین وہ نشان ادبار کے

بہر حال اُمور سلطنت مین بھی پہلا اُصول یہی ہے کہ خزانہ کو معمور رکھکر اوس کی قوت کے موافق کام انجام دینا۔ خلاصہ یہ کہ حالتِ خانہ داری اور انتظام مملکت مین سرِ مو فرق نہین بقول حضرت تائب لکھنوی ؎

اُدہر جشن شہی ہے اسطرف جشن خوشی تائب	اُدہر نقارے بجتے ہین اِدہر گہر گہر بدہائی ہے

انتظام سلطنت مین مشیر کار خیر اندیش ہونا شرط ہے خانہ داری مین رائے والدین مین عقیدت کیش ہونا شرط ہے۔ اور اون کی

مرضی پر عمل کرنے مین فرضی مراسم مین بھی کوئی گتھی نہ پڑیگی۔ مشیران با تدبیر کی راے بھی امور مملکت مین بہر حال ترقی افزا رہے گی ان دونون صورتون مین ذاتی نگرانی بھی ضروری ہے اور ہر موقع محل پر پیسہ ہونا بھی لازمی ہے بقول شخصے کہ ع

کہ مزدور خوشدل کند کار بیش	

جو ملازم اپنی آمدنی سے زیادہ بلا ضرورت خرچ کرتا ہو ایسے ملازم سے ہمیشہ بجز نقصان کے فائدہ ممکن نہین۔ دوسرے حساب کتاب مصارف روزمرہ سے کبھی غفلت نہ کرے کیونکہ اس سے ہر قسم کی قوت کے علاوہ بخوبی واقفیت اور تجربہ بڑھتا ہے۔ نیز زمانہ ماضی کے حال سے بھی باخبر رہتا ہے۔ جس طرح کہ امور مملکت مین دفاتر سے سب کام بآسانی انجام پاتا رہتا ہے۔ خانہ داری اور سلطنت کا مدار حساب کتاب ہی پر ہے۔ قرضہ بہت بُری بلا ہے بلکہ اس آگ کا جلا ہوا کبھی نہین پنپتا ہزارون کیا لاکھون ہی گھر برباد و ویران ہو گئے اور سلطنتین غارت ہو گیئن موروثی جائداد اور بزرگون کے کارنامے یک قلم کالعدم ہو گئے بقول ثاقب لکھنوی ؎

قرضہ سے جان و مال کا ہر دم زیان ہے	آفت کا پیش خیمہ قضا کا نشان ہے

ملکی انتظام مین خزانہ کی معموری خانہ داری کے التزام مین غلہ کی موجودگی بہت ضروری ہے بلکہ بہ نسبت شہر کے دیہات مین اسکا کامل طور سے عملدرآمد ہے۔ غدر کے زخم خوردہ صاحبان کو اس کا قرار واقعی تجربہ ہو چکا ہے علاوہ ازین ہر خانہ دار کو اخلاقی قوت مین بھی ترقی کرنا لابدی ہے خصوص حکیم۔ وید۔ ڈاکٹر سے رسم اتحاد کسی حال مین کم نہ کرے

تا صحت و تندرستی مین فرق نہ آئے۔ مرض جسمانی اپنا سکہ نہ چلائے اور ہونے والی تقریب سے پیشتر سب سامان یکجا کرلے تاکہ بروقت کوئی دقت نہ آپڑے۔ نیز ہر طرح کے مصارف مین تخفیف ہوتی رہے اور باطمینان ساتھ خوبصورتی کے ہر کام انجام پاتا رہے ورنہ ہر قسم کی خرابیان اور مشکلین درپیش آتی ہین۔ ہر مذہب مین سب سے مقدم اداے فرائض مذہبی سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ اوس کی برکت کا باعث ہوگا یہ امر مسلمہ ہے کہ مذہب مین ضعف ہونے سے قسم قسم کی مصیبتین طرح طرح کی تکلیفین گھیر لیتی ہین۔ پابندی مذہب سے کوئی مشکل پاس نہین آتی۔ سولی کا کانٹا ہوجاتی ہے۔ فی الواقعی جس کے خیال اپنے مذہب کی طرف سے کمزور ہین حقیقت مین زندہ درگور ہین۔ دیگر آنکہ ہر خانہ دار کو زکوۃ فرضی اور خیر و خیرات سے بھی کام لینا فرض و واجب ہے علے قدر مراتب اپنے فرور کرتا رہے بقول ناسخ لکھنوی ؎ انسان کی خیرات سے ہوتی ہی بلا رد بیکس کی مدد کرنے سے برآتے ہین مقصد اور یہ بھی ضرور ہے کہ خوش اخلاقی سے اپنے ہمسایہ کو شاد رکھے اطاعت و فرمان برداری بھی عجب چیز ہے یہ ہر دلعزیز ہے۔ بقول سعدی شیرازی ؎

اگر بندی از بہر طاعت میان
کشاید در دولت جاودان

سلامت روی کی وضع بہت ہی عمدہ ہے ہر فرد بشر اوسکا مداح رہتا ہے اوقات سے زیادہ مصارف کرنے مین علاوہ پریشانی کے یہ مثل صادق آتی ہے خلق اونگلیان اوٹھاتی ہے۔ بقول شخصے یکے نقصان مایہ

دیگرے شماتت ہمسایہ حضرت تائب لکھنوی کے قول پر عمل کرنا چاہیے

کام کرنا چاہیے ہر شخص کو گھر دیکھکر	پاؤن پھیلاتا ہی ہر انسان چادر دیکھکر

ہمسایہ نیک سے ہر قسم کے فایدے ہوتے ہین ہمیشہ اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیے خلاف اس کے عملدرآمد کرنے والا ہمیشہ زک اُٹھائیگا ہر طرح کی تکلیف پائے گا - جو اپنے بزرگون کی اور خصوص والدین کی فرمانبرداری بجالاتا ہے دنیا و عقبےٰ دونون جگہ آرام پاتا ہے بقول

کیا بیان ہو جو اِن کی عظمت ہی	ان کے قدمون کے نیچے جنت ہے

جنکا خیال اسطرف نہین اونکو کسی بات مین شرف نہین - اسی صورت پر ہر عورت کو اپنے خاوند کی اطاعت و رضاجوئی فرض ہے نیز رعایا کو حاکم کی - خادم کو مخدوم کی فرمانبرداری بجالانا چاہیے - ہماری ان نصیحتون پر جو عمل کرے گا وہ ہمیشہ عیش اور آرام کے ساتھہ نیکنامی کے ہر محل کریگا خصوص ہونہار نوجوانونکے لیے اس گلستان کی سیر نہایت ہی مفید حال ہے - مُبتدیون کے واسطے اسکی گلگشت ہر روش مبارک فال ہے اور اوس پاک پروردگار سے یہ دعا ہے اوسکی جناب مین التجا ہے مصنف سے

تری رحمت اسپر فسون دم کرے	حدیقہ یہ مقبول عالم کرے

بحمد اللہ یہ گلستان خرد معروف بہ اُردو گلستان مصنفہٗ عالیجناب جناب منشی لال بہادر صاحب پنشنر سابق سررشتہ دار عدالت فوجداری کالتہہ سرنو استو ساکن بیگم گنج لکھنؤ جس کی سیر ہونہار مُبتدیون کے لیے اکسیر اعظم اور عوام کے حق مین دلبستگی کا البم کہنا چاہیے نذر ناظرین

باریک بین کیجاتی- ہر شہر کو لازم ہے کہ ابتدائی تعلیم سے اپنے بچون کو اس کا سبق دین تاکہ اونکی فہم کو ترقی اور ذہانت کو قرار واقعی مدد و دیگر نیک ہدایات اونکی حق مین اونکی بہبودی اور خوشنودی کا باعث ہو اور خراب باتون کے گہرے دھبون سے اونکا دامن قلب پاک و صاف رہے:

فضل اللہ سے ہون نیک خیال	ہو یہ گلشن اونہین مبارک فال

قطعہ تاریخ مصنف کتاب ہذا

سرتاپا ہین درج اسمین مضامین نصایح	طلبای زمانہ کے لیے پاک سند ہے
سال اسکا یہی لکھدو تم ای لال بہادر	تحفہ پئے احباب گلستان خرد ہے

سنہ ۱۹۰۹ع

قطعہ تاریخ از نتائج افکار عالیجناب منشی کہنو لال صاحب تائب سرفرازی یافتہ سلطان دکن دام ملکہ و پروپرائٹر گلدستہ و مطبع بہار اودھ لکھنؤ ٹکی محلہ مدظلہ العالی

سیر گلشن کی ہر اک کے لیے اکسیر ہے	منشی جادو رقم کا ہے یہ فیض مستند
مصرع تاریخ تائب نے لکھا برجستہ	لاجواب و دلکش عالم گلستان خرد

۱۹۰۹ع

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب رای مکند لال صاحب پنشنر جوہری کاکوروی سابق نائب مددگار مہتمم بندوبست ریاست نظام دکن دام ملکہ

این گلستانِ خرد مطبوع طبع
لفظ لفظ او پر از اندرز و پند
طبع را مطبوع زین باشد که نهست
گفت یا تف جوہری تاریخ طبع

طبع شد از فضل ربِ ذوالکرم
حرف حرفش از لطافتها بہم
طبعزاد شاعرِ شیرین شیم
دفترِ ہوش خرد با پند ہم
سنہ ۱۹۰۹ء

ایضاً

گلستان خرد مجموعۂ پند
ز حرف و لفظ و مضمون دل آویز
شمار او فزون آید ز تعداد
چو جستم جوہری تاریخ طبعش

رخ علم و ادب را آب و تابے
بود ہر نقطۂ او انتخابے
چو گیرد کس ز حسن او حسابے
فلک گفتہ خرد افزا کتابے
سنہ ۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب راے مہتاب راے صاحب از حیدرآباد دکن شاگرد جناب تائب لکھنوی

کھلے دل سیر سے جس کی ہراک کا یہ گلشن ہے
ہر اک باب اس کا ہے نایاب اور الفاظ نور افزا
بدیہہ سال اسکے چھپنے کا مہتاب اب تم بھی
رقم کر دو گلستان خرد ہے کیا سرور افزا
سمبت ۱۹۶۶ بکرم

اعلان

ناظرین عالی خیال شائقین پاکیزہ خصال پر روشن ہو کہ یہ نسخہ مفید عام حدیقہ زینت الیتام موسوم گلستان خرد معروف بہ اردو گلستان من تصنیف منشی عدیم المثال طباع و شیریں مقال جناب منشی لالہ بہادر صاحب گورنمنٹ پنشنر لکھنوی بماہ فروری ۱۹۱۰ء زیور طبع سے سنور کر بہار افزائے عالم ہوا اہل مطابع و تاجران کتب پر واضح ہو کہ اس کا حق تالیف بنام مطبع محفوظ ہے کوئی صاحب اسکے طبع کا قصد نہ کریں جس قدر جلدیں مطلوب ہوں مطبع سے فرمائش بھیجکر طلب فرمالیں فوراً تعمیل کی جاوے گی۔

المشتہر نتھولال نائب منیجر مطبع بہار اودھ لکھنو اٹکی محلہ

ریاض کامل

یہ متبرک کتاب یعنے تفسیر وید مقدس ترجمہ کین اونپشد جسکی سیر کرنے سے جلوہ نور حقیقی دیدہ دلکو منور کردے بقول

عمر بھر کا گناہ دھو جاوے	آدمی سے فرشتہ ہو جاوے

ناظرین روشن ضمیر ضرور خرید فرما کر تتبع ملاحظہ فرماویں زبان اردو روزمرہ عام فہم کاغذ چکنا چھپائی صاف قیمت بھی کم ہے فی جلد ۳ علاوہ محصول ڈاک۔

باغ عنبر یہ دیوان اپنا آپ نظیر ہے قیمت فیجلد ۳ر علاوہ محصول

گلزار بہار۔ یہ دیوان بھی واقعی قابل دید ہے قیمت فیجلد ۴ر

المشتہر نتھولال نائب منیجر مطبع بہار اودھ لکھنو اٹکی محلہ

اعلان جس کتاب پر مہر منیجر مطبع نہو وہ مال مسروقہ ہے

مختصر فہرست مطبع بہار اودھ اٹکی محلہ لکھنؤ

ہمارے کارخانے مین ہر قسم کی چھپائی کا کام اور ہر قسم کی کتابین اردو بھاکھا۔ ناگری۔ فارسی وغیرہ وغیرہ ہر مذہب و ملت کی موجود ہین اور علاوہ بریں ہر قسم کے تحفہ جات لکھنؤ فرمائش آنے پر روانہ ہوتے ہین لہذا جن صاحب کو جس چیز کی خریداری مدنظر ہو بذریعۂ خط و کتابت کارخانہ کو سرفراز فرماوین۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
گور کھنڈ باتصویر	۴ر	پوتھی جت گپت	۴ر	عیدی نامہ نایب	۱۰ر
سدامان چرتر منتجی	۴ر	گلدستہ کیولرام	۲ر	کرامات رضائیہ	۲ر
نرسی چرتر تسکین	۲ر	بڈھے پر کاشش	۱۰ر	گڑیون کا گھروندہ	۳ر
ثمرہ راستی	۲ر	رام گن گان	۱۲ر	غنچہ حسن	عہ
جیون مکت	۲ر	زمزمہ عندلیب	۴ر	دفتر حسن	۸ر
جیون چرتر بہاسکرانند	۴ر	خمسہ کیمیا جوہری	۳ر	ریاض شایق	۱ر
آنند بلاس	۲ر	وردانہ مولانا روم	۱ر	انوار خانہ مہتاب	۸ر
مجموعہ بھگوت چرتر	۲ر	میزان سخن	۸ر	تریاق کبیر	۸ر
مکت کیرت	۲ر	مونچھ بھون کا جھگڑا	۳ر	فروغ مہتاب	۸ر
آنند باغ	۸ر	انشاء نظم	۴ر	یوسن ناول	۸ر
خمسہ انتظار	۲ر	مثنوی شگوفہ محبت	۱ر	گلدستہ سحر	۲ر
گنگا جی کا میلہ	۲ر	دیوان ریحان	۱۲ر	دیوان عنایت اردو	۲ر
ناول رکمنی منگل	عہ	اوپنشد اردو	عہ	عیدی نامہ سحر	۱ر

اور ایک کتاب مہابھارت عام فہم اردو زبان پیمانہ ۱۸×۲۲ کاغذ سفید چکنا حجم ۴۴۲ صفحات تیار ہے شایقین جلد خریدین خصوصاً اہل ہنود کو ضرور لینا چاہیے تاکہ وہ اپنے آبائی کارنامون کو دیکھکر سبق حاصل کرین اور خوش ہون کہ وہ لوگ کیسے باکمال تھے قیمت صرف [illegible]

المشتہر [illegible] مہتمم مطبع بہار اودھ لکھنؤ